قیام پاکستان میں جماعت اسلامی کا کردار

علامہ ابو الکرم احمد حسین
قاسم الحیدری الرضوی

مکتبہ حیدریہ
بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اڑتیسواں مقالہ

قیام پاکستان میں

جماعت اسلامی کا کردار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد

سوال: آپ کا نیا شمارہ "پاکستان کے حقیقی معمار" پڑھ کر تحریک پاکستان کے بارہ میں کافی واقفیت ہوئی۔ اب ضرورت ہے کہ ایسا شمارہ شائع کیا جائے۔ جس میں دلائل کے ساتھ یہ بیان کیا جائے کہ جماعت اسلامی (مودودی جماعت) والوں نے تحریک پاکستان میں پاکستان بنانے کی حمایت کی تھی یا نہیں؟ اس کی اشد ضرورت ہے "بینوا توجروا۔"

الجواب: مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے بارہ میں مشہور یہی ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ پاکستان، قائداعظم، مسلم لیگ اور پاکستان بنانے کی کوششیں کرنے والے علماء و مشائخ و عوام کی مخالفت میں مودودی صاحب اور ان کے آدمیوں نے اس وقت میں بہت کچھ لکھا اور عملاً کیا تھا۔ جسے ان کے سیاسی اور مذہبی حریف آج بھی پیش کر کے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی پاکستان دشمنی ثابت کر رہے ہیں۔ چنانچہ کوثر نیازی جماعت اسلامی کو چھوڑنے کے بعد اس جماعت کی پاکستان دشمنی' قائداعظم دشمنی، مسلم لیگ دشمنی کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ "انہوں نے (مولانا مودودی نے) ایک طرف تو کانگرس کی شدید مذمت کی۔ ان علماء کو ہدفِ تنقید بنایا جو آزادی کی جدوجہد میں شریک تھے۔ ان کے نظریات کی تردید میں مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اول حصہ دوم اور مسئلہ قومیت جیسی کتابیں لکھیں اور دوسری طرف جب مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے شعور واحساس نے مطالبہ پاکستان کی عملی شکل اختیار کی تو وہ اس کے بھی بے رحم ناقد بن گئے۔ اور مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم کے نام سے ایک اور کتاب لکھ کر انہوں نے مسلم لیگ قائداعظم اور پاکستان کے خلاف بھی جی کھول کر انشاء پردازی کے جوہر دکھائے۔ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں سے عوام کو بیزار کرنے کی کوشش کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب اپنے طور پر انگریز کے خلاف صحیح خطوط پر کوئی تحریک منظم کرتے لیکن کسی ایسی تحریک کا اجراء تو ایک طرف رہا بدقسمتی سے ان کی تحریروں

نے الٹا انگریز کے ہاتھ مضبوط کیے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ہندوستان کو انگریزی امپیریلزم سے نجات دلانے کی جدوجہد کسی قدر قیمت کی حامل نہ تھی" (جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۴۰ مطبوعہ قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور)

اور کوثر نیازی صاحب آگے لکھتے ہیں

'' مودودی صاحب کی خواہش یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح آزادی کے لئے مسلم جماعتوں کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تاکہ وہ انگریزی حکومت کے زیر سایہ بلا خوف و خطر کتب فروشی کا کاروبار جاری رکھ سکیں۔ اور نہایت فصیح و بلیغ اردو میں غیر ملکی حکمرانوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں۔'' (جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۶۴)

اور وہ آگے لکھتے ہیں'' مگر ادھر مشکل یہ ہوئی کہ مسلمان قوم مودودی صاحب کو اچھا مذہبی مضمون نگار سمجھنے کے باوجود محمد علی جناح کے گرد جمع ہوگئی اور تاج قیادت ان کے سر پر رکھ دیا گیا۔ مودودی صاحب نے یہ صورت حال دیکھی تو آپے سے باہر ہو گئے۔ کہاں اب تک مسلم لیگ کی ہم نوائی میں کانگرس اور کانگرسی علماء کو لتاڑ رہے تھے۔ مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے مبلغ تھے اور کہاں اب خود مسلم لیگ اس کی قیادت اور جداگانہ قومیت کی بنیاد پر مانگے جانے والے پاکستان پر برسنے لگے اور ایسے برسے کہ برستے ہی چلے گئے۔ پاکستان کے بننے کے بعد بھی انہوں نے مسلم لیگ کی یہ خطا معاف نہ کی اور ہمیشہ قائداعظم پر ایک حریف کی حیثیت سے وار کرتے رہے۔ جماعت اسلامی کے لوگ چاہے مودودی صاحب کی اس تنقید کو مصلح کی تنقید کہتے رہیں لیکن آگے چل کر جو اقتباسات سامنے آئیں گے انہیں دیکھ کر ہر شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ ایک مصلح کی تنقید ہے یا حریف کی طرف سے زہر میں بجھے ہوئے تیر" (جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۷۱)

اور وہ آگے لکھتے ہیں

'' مسلم لیگ، اقبال کے تصور پاکستان اور قائداعظم کے خلاف مضامین کا سلسلہ

مودودی صاحب نے ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۱ء میں جب کہ قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد مسلمانانِ ہند متحد ہو کر آزادی کے لیے جہاد کرنے میں مصروف تھے سیاسی کشمکش حصہ سوم کے نام سے انہیں کتابی صورت میں چھاپ کر برائے فروخت پیش کیا گیا۔ سیاسی کشمکش کے پہلے دو حصے شائع ہوئے تھے تو مسلم لیگ نے انہیں کانگرس کے خلاف استعمال کیا اور جب تیسرا حصہ شائع ہوا تو کانگرس نے اسے مسلم لیگ کے خلاف استعمال کیا۔ ایک مسئلہ میں مولانا نے مسلم لیگ سے موافقت کی اور دوسرے میں کانگرس سے اور چونکہ قیادتِ عظمیٰ ان دونوں بڑی جماعتوں میں کہیں ہاتھ نہ آسکتی تھی اس لیے ۱۹۴۱ء میں کچھ لوگوں کو نئے سرے سے کلمہ پڑھا کر جماعت اسلامی کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کر لی اور عوام کے اصرار پر اس کی مطلق العنان امارت کا بوجھ اپنے مضبوط کندھوں پر اٹھا لیا" (جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۲۷)

اور وہ لکھتے ہیں۔'' ماہنامہ ترجمان القرآن کی فائلوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ سوم کے جن مضامین کی اشاعت اور جماعت اسلامی کے قیام کے بعد مودودی صاحب نے کانگرس اور کانگرسی خیال کے مسلمانوں کی مخالفت تو چھوڑ دی لیکن قائداعظم مسلم لیگ اور پاکستان کو نشانہ تنقید بنانے کا کوئی موقع انہوں نے ہاتھ سے نہ جانے دیا" (جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۸۶)

اور کوثر نیازی صاحب مزید لکھتے ہیں:

'' سیاسی کشمکش کا تیسرا حصہ ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا اور ۱۹۵۶ء تک برابر شائع ہوتا رہا۔ ایک اندازے کے مطابق قیام پاکستان تک اس کے چودہ ہزار نسخے فروخت ہوئے اور اس طرح قرارداد پاکستان سے لے کر قیام پاکستان تک اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۶ء تک مودودی صاحب قائداعظم مسلم لیگ اور پاکستان کے خلاف اپنے خیالات کی اشاعت کرتے رہے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مودودی صاحب کو اصل غصہ اس بات کا تھا کہ مسلمانوں کی قیادت غلط ہاتھوں میں کیوں چلی گئی ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنا زورِ قلم اسی قیادت کے پرخچے اڑانے میں صرف کیا اور بسا اوقات اس کے

لیے ایسا لب ولہجہ اختیار کیا جو اسلامی تو کجا عام شرافت کے معیار سے بھی گرا ہوا نظر آتا ہے۔" (جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۷۴)

اور ماہنامہ طلوع اسلام لاہور میں ہے۔'' تحریک پاکستان کے خلاف مودودی صاحب کا کردار۔ اگر ہم اس کی تفصیل میں جانا چاہیں تو اس کے لیے ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ مودودی صاحب اس زمانے میں مسلسل اور متواتر اس تحریک کے خلاف لکھتے رہے۔ اور ان کا اس دور کا لٹریچر ان باتوں سے بھرا پڑا ہے" (ماہنامہ طلوع اسلام لاہور بابت دسمبر ۱۹۶۳ء)

اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ میں ہے'' انقلابات ہیں زمانے کے منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔ تحریک پاکستان سے مودودی صاحب کی بیزاری ولاتعلقی۔ تحریک پاکستان میں قربانی کے وقت جماعت اسلامی (مودودی جماعت) نے مسلم لیگ کی مخالفت کی اور اب کرسی کے لیے اس کی متابعت کی" (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شوال ۱۳۹۸ھ)

اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رقمطراز ہیں

" وہ مسلم لیگ کی تحریک کے عروج کا زمانہ تھا اور مسلمانانِ ہند تقریباً متفق ہو کر اس کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن تھے۔ لیکن عین اسی وقت جماعتِ اسلامی مسلم قومیت اور مسلم قوم پرستی پر بے دھڑک تنقید کر رہی تھی۔ " (تحریک جماعت اسلامی بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت اگست ۱۹۹۲ء ص ۸۴)

مودودی لٹریچر کے اقتباسات جن سے ان کی مخالفت ثابت کی جاتی ہے

مودودی صاحب کے مخالفین مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی پاکستان دشمنی ثابت

کرنے کے لیے ان کے لٹریچر کے جو اقتباسات پیش کرتے ہیں ان سب کو یہاں پیش کرنا ناممکن ہے اس لیے ہم چند اقتباسات پر اکتفاء کرتے ہیں چنانچہ مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

"(۱) افسوس کہ مسلم لیگ کے قائداعظم (۱) سے لیکر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو۔ اور معاملات کو اسلامی نقطہ ءنظر سے پرکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی ومفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے" (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۳۴ بحوالہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۸۷، ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ، ترجمان القرآن ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ از ص ۳۳ بحوالہ ماہنامہ طلوع اسلام بابت دسمبر ۱۹۴۳ء)

(۲) "جنت الحمقاء میں رہنے والے لوگ اپنے خوابوں میں کتنے ہی سبز باغ دیکھتے رہے ہوں لیکن آزاد پاکستان (اگر فی الواقع وہ بنا بھی تو) لازماً جمہوری لادینی اسٹیٹ کے نظریہ پر بنے گا۔" (ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء بحوالہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۱۸۳ اور ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ مذکورہ بالا اور ماہنامہ طلوع اسلام دسمبر ۱۹۶۳ء)

(۳) "ایک حقیقی مسلمان کی حیثیت سے میں دنیا پر نگاہ ڈالتا ہوں تو مجھے اس امر پر اظہارِ مسرت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ترکی پر ترک، ایران پر ایرانی اور افغانستان پر افغانی حکمران ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لیے اس مسئلہ میں بھی کوئی دلچسپی نہیں کہ ہندوستان میں جہاں جہاں مسلمان کثیر التعداد ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو جائے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری نگاہ میں اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں کہ

(۱) واضح رہے کہ یہ اقتباس ترجمان القرآن ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ کے صفحہ نمبر ۶۶ سے ماخوذ ہے۔ سیاسی کشمکش حصہ سوم کے شروع کے ایڈیشنوں میں بھی یہی الفاظ ملتے ہیں لیکن قیام پاکستان کے بعد اس کتاب کے جو ایڈیشن چھپے ہیں ان میں بڑی چابکدستی سے کسی اعتذار کے بغیر قائداعظم کے الفاظ نکال کر لیگ کے بڑے بڑے لیڈروں کے الفاظ شامل کر دیئے گئے۔ (حاشیہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۸۷)

ہندوستان ایک ملک رہے یا دس ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے نزدیک یہ امر بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا کہ ہندوستان کو انگریزی امیریلزم سے آزاد کرایا جائے۔" (ترجمان القرآن ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ بحوالہ طلوع اسلام مذکورہ بالا، مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۳۵ بحوالہ رضائے مصطفےٰ مذکورہ بالا)

(۴) "اس نام نہاد مسلم حکومت کے انتظار میں اپنا وقت یا اِس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت کیوں کریں جس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقصد کے لیے نہ صرف غیر مفید ہوگی بلکہ کچھ زیادہ ہی سدراہ ثابت ہوگی۔" (ترجمان القرآن محرم ۱۳۶۰ھ ص ۶۱ بحوالہ طلوع اسلام مذکورہ بالا، مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۲۲۲ بحوالہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۶۵)

(۵) "جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی۔ ان کا گمان غلط ہے دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی" (ترجمان القرآن محرم ۱۳۶۰ھ بحوالہ طلوع اسلام بابت دسمبر ۱۹۶۳ء، سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۷۵ بحوالہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں س ۸۲)

(۶) "یہ لوگ ہندوستان کے ایک ذرا سے کونے میں پاکستان بنانے کو اپنا انتہائی مقصد بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر یہ فی الواقع خلوص قلب سے اسلام کی نمائندگی کے لیے کھڑے ہو جائیں تو سارا ہندوستان پاکستان بن سکتا ہے اور اس سے ایک لادینی جمہوری حکومت یا عوامی پارلمینٹری حکومت نہیں بلکہ خالص خدا کی حکومت کتاب وسنت کے اصول پر قائم ہو سکتی ہے" (ترجمان القرآن جلد ۳۰ عدد ۶ بحوالہ طلوع اسلام مذکور بالا)

(۷) "ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ تقسیم ملک کی جنگ سے (۱) ہم

(۱) یہ کہنا بھی غلط ہے کہ تقسیم ملک کی جنگ میں جماعت اسلامی غیر متعلق رہی ہے" یہ جماعت غیر متعلق نہیں رہی بلکہ اس نے اس جنگ میں شروع سے آخر تک مسلمانوں کی مخالفت کی حتی کہ جب پاکستان آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگ گیا تو اس وقت بھی یہ چیختے پکارتے رہے کہ یہ کیا قیامت برپا ہونے لگی ہے۔ (ماہنامہ طلوع اسلام مذکورہ بالا)

غیر متعلق رہے ہیں ۔ اس کارکردگی کا سہرا ہم صرف مسلم لیگ کے سر باندھتے ہیں اور اس میدان میں کسی حصے کے اپنے آپ کو دعوٰی دار نہیں سمجھتے " (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء بحوالہ طلوع اسلام مذکورہ بالا)

(۸) " ان کے (مسلم لیگ کے) ذمہ دار لیڈروں کی تقریریں، ان کی نمائندہ مجلسوں کی قراردادیں، ان کے کارکنوں کی باتیں ۔ ان کے اہل قلم کی تحریریں سب کی سب اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ ان کی دعوت اصل میں ایک قوم پرستانہ دعوت ہے ۔ یعنی ان کی پکار اسلام کے نصب العین کی طرف نہیں ہے بلکہ اس طرف ہے کہ ان کی قوم متفق و متحد ہو کر ہندو قوم کے مقابلہ میں اپنے دنیوی مفاد کی حفاظت کرے " (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۰۴ بعنوان پاکستانی خیال کے لوگ بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت اگست ۱۹۹۲ء ص ۸۶)

(۹) " یہ سب کچھ غیر اسلامی ہے ۔ لہٰذا اگر یہ آپ کی قومیت اور یہ آپ کا کلچر ہے اور یہ آپ کے قومی مقاصد ہیں تو آپ اپنی قوم کا جو نام چاہیں تجویز فرمالیں ۔ اسلام کا نام استعمال کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے ۔ کیونکہ اسلام آپ کی قومیت اور اس کلچر سے تبرّیٰ کرتا ہے ۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اسلام ہی کا نام استعمال کرنے پر آپ کو اصرار کیوں ہے " (سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۳۷ عنوان نسلی مسلمانوں کے لیے دوراہیں بحوالہ ضیائے حرم مذکورہ بالا) (ترجمان القرآن ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ بحوالہ طلوع اسلام دسمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۲۶)

(۱۰) " باقی رہا نظام حکومت وہ پاکستان میں بھی ویسا ہی ہوگا جیسا ہندوستان میں ہوگا ۔ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت اسلامی نقطہ نظر سے غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت کے مقابلہ میں کچھ بھی قابل ترجیح نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل لعنت ہے " (حاشیہ کتاب سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۳۱ بحوالہ رضائے مصطفٰے جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ)

(۱۱) " مولانا صاحب کے رفقائے کار نے اپنے جریدے کوثر لاہور میں ۱۳ جون ۱۹۴۷ء اور ۱۷ جون ۱۹۴۷ء کو لنگڑا پاکستان اور پاکستان نہیں قازقستان کے عنوانات سے

بھی دو مضمون شائع کیے تھے ۔ علاوہ ازیں مولانا نے رقم فرمایا " تقسیم ہند کا معاملہ جس طریقے سے طے کیا گیا ہو غلطیوں بلکہ حماقتوں کا ایک مجموعہ تھا " (ترجمان القرآن جولائی ۱۹۴۸ء صفحہ نمبر ۱۳۶ بحوالہ ضیائے حرم مذکورہ بالا)

(۱۲) " یہ تھیں وہ بنیادیں جن پر ہماری قومی تحریک اول روز سے اٹھی اور آخر تک بڑھتی چلی گئی اس کے اجزائے ترکیبی میں مومن اور منافق اور کھلے کھلے ملحد سب شامل تھے ۔ بلکہ دین میں جو جتنا ہلکا تھا وہ اتنا ہی اوپر آیا ۔ اس میں اخلاق کی سرے سے کچھ پوچھ نہ تھی ۔ " (ترجمان القرآن جولائی ۱۹۴۸ء صفحہ نمبر ۱۳۶ بحوالہ ضیائے حرم مذکورہ بالا و ماہنامہ طلوع اسلام لاہور ۔ دسمبر ۱۹۶۳ء صفحہ نمبر ۲۹)

(۱۳) " مسلم لیگ کی حمایت میں اگر کبھی کوئی لفظ میں نے لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے " یعنی ایک لفظ بھی حمایت میں نہیں لکھا ۔ (ترجمان القرآن جولائی ۱۹۳۸ء بحوالہ رضائے مصطفٰے شوال ۱۳۹۸ھ)

(۱۴) " اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کاسد نکلیں گی ۔ خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین اور مفتیان شرع متین، دونوں قسم کے راہنما اپنے نظریے اور پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں ۔ دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں ۔ " (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش ص ۱۲۸ جلد ۳ بحوالہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۶۳، ماہنامہ رضائے مصطفٰے شوال ۱۳۹۸ھ)

(۱۵) " جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے " (موجودہ سیاسی کشمکش مصنفہ مودودی ص ۳۷ بحوالہ رضائے مصطفٰے مذکورہ بالا و ضیائے حرم اگست ۱۹۹۲ء صفحہ نمبر ۸۷)

(۱۶) " مسلم لیگ، احرار، خاکسار، جمعیۃ العلماء اور آزاد کانفرنس سب کی اس وقت کی تمام کارروائیاں حرفِ باطل کی طرح محو کر دینے کے لائق ٹھہرتی ہیں ۔ نہ ہم قومی اقلیت ہیں

نہ آبادی کے فیصد تناسب پر ہمارے وزن کا انحصار ہے۔ نہ ہندوؤں سے ہمارا کوئی قومی جھگڑا ہے۔ نہ انگریزوں سے وطنیت کی بنیاد پر ہماری لڑائی ہے۔ نہ ان ریاستوں سے ہمارا کوئی رشتہ ہے جہاں نام نہاد مسلمان خدا بنے بیٹھے ہیں نہ اقلیت کے تحفظ کی ہمیں ضرورت ہے نہ اکثریت کی بنیاد پر ہمیں قومی حکومت مطلوب ہے " (سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۱۰ بحوالہ رضائے مصطفیٰ مذکورہ بالا و جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۲۴)

(۱۷) "اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے دین سے بے بہرہ لوگوں کی قیادت میں ایک بے دین قوم کی حیثیت سے اپنا علیحدہ وجود برقرار رکھا بھی (جیسا کہ ترکی اور ایران میں برقرار رکھے ہوئے ہیں) تو ان کے اس طرح زندہ رہنے میں اور کسی غیر مسلم قومیت کے اندر فناء ہو جانے میں آخر فرق ہی کیا ہے۔ " (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۳ بحوالہ جماعت اسلامی عوامی عدالت میں ص ۲۴)

اگر مودودی لٹریچر سے پیش کردہ مندرجہ بالا سترہ اقتباسات درست ہیں تو پھر یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ تحریک قیام پاکستان کی مخالفت میں مودودی صاحب اور ان کی منظم تربیت یافتہ پوری جماعت نے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

قیام پاکستان کی مخالفت سے مودودی صاحب کا انکار

مودودی صاحب کے سیاسی اور مذہبی حریفوں کے پیش کردہ مندرجہ بالا حوالہ جات کے باوجود مودودی صاحب کو اس بات سے انکار ہے کہ انہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی چنانچہ وہ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "زیادہ تر اعتراض مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش ۔۔۔۔۔ کے تیسرے حصے پر کیا جاتا ہے۔ جو میرے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۱ء تک کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس کے اقتباسات کو سیاق وسباق سے الگ کر کے اور ان حالات کو نظر انداز کر کے جن میں وہ مضامین لکھے گئے تھے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ میں قیام پاکستان کا مخالف تھا۔ حالانکہ اصل معاملہ کچھ اور ہے۔ جسے میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

جس وقت مسلم لیگ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ ملک کو تقسیم کرانے کے لیے جدوجہد کرے گی اس وقت میرے سامنے دو بڑے اہم سوالات تھے جن پر میں اپنی راتوں کی نیندیں حرام کر کے غور کرتا رہا۔

ایک یہ کہ اگر خدانخواستہ تقسیم کے لیے جدوجہد کرنے کے بعد مسلم لیگ ناکام ہو جائے اور ملک تقسیم نہ ہو سکے پھر مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا۔ اس وقت تو درکنار ۱۹۴۷ء کے آغاز تک یہ امر یقینی نہ تھا کہ پاکستان واقعی بن جائے گا۔ اور یہ بات ایک معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو جماعت کسی مقصد کے لیے لڑ کر آخر کار ہار جائے اس کے لیے پھر ملک میں کام کرنے کے مواقع باقی نہیں رہتے۔ اس صورت میں ایک دوسری دفاعی لائن ضروری تھی تاکہ اگر خدانخواستہ اس مقصد میں ناکامی ہو تو کوئی دوسرا گروہ ایسا موجود ہو جو مسلمانوں کو سنبھال سکے۔ اسی غرض کے لیے اگست ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی قائم کی گئی تھی۔ میں نے اگر پانچ چھ سو آدمیوں کو الگ کر کے ایک منظم اور تربیت یافتہ گروہ اس غرض کے لیے تیار کرنے کی کوشش کی کہ بعد میں وہ کام کر سکے تو یہ کوئی گناہ تھا جس کی آج مجھے سزا دی جائے۔

دوسرا اہم سوال میرے سامنے یہ تھا کہ اگر ملک تقسیم ہو جائے تو ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا۔ اور پاکستان میں اسلام کا کیا حشر ہوگا۔ الی ان قال اس لیے ناگزیر تھا کہ ایسی منظم جماعت موجود رہے جو تقسیم کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کو سنبھال سکے۔ ایسی ہی ایک منظم جماعت پاکستان کے لیے بھی درکار تھی۔ تاکہ تقسیم کے بعد وہ اس قومی ریاست کو اسلامی ریاست میں تبدیل کرنے کی کوشش کر سکے۔ پاکستان کی تحریک میں جو لوگ پیش پیش تھے ان کے اعمال اسی وقت سامنے موجود تھے جن کو دیکھ کر ہر صاحب عقل آدمی یہ سمجھ سکتا تھا کہ یہ لوگ ایک قومی ریاست تو بنا سکتے ہیں مگر ان میں نہ یہ صلاحیت ہے اور نہ ان کے اندر اس بات کی کوئی آمادگی ہی پائی جاتی ہے کہ یہ فی الواقع اسے اسلامی ریاست بنا دیں۔ لازم تھا کہ ایک ایسا گروہ پہلے سے منظم تیار رہے جو اسلام سے انحراف کرنے والوں کا ہاتھ پکڑ سکے اور اس ریاست کو اسلام کی طرف موڑ سکے۔

جو کچھ اس زمانے میں میرے اندازے تھے ان کو میں نے صاف صاف لکھ دیا تھا۔ آج سولہ سال کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جو کچھ اندیشے اس وقت میں نے ظاہر کیے تھے ان میں سے ایک ایک چیز واقعہ کے طور پر لوگوں کے سامنے آگئی۔ جو کچھ ان لوگوں کے ہاتھوں سے اسلام کا حشر ہوا اور جس جس طرح سے اسلام سے فرار کیا گیا۔ اس سے آج کون واقف نہیں ہے۔ اس لئے ان چیزوں کا پیشگی اندازہ کر کے میں نے وہ جماعت تیار کی جس کو آج جماعت اسلامی کی حیثیت سے سب لوگ جانتے ہیں۔ اور میں بجائے اس کے کہ کسی کے الزامات سے مرعوب ہوکر یہ کہوں کہ میں نے غلطی کی تھی۔ میں اللہ کے فضل سے پورے فخر کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ اندازہ کیا تھا۔ ٹھیک ٹھیک اسی کے مطابق حالات پیش آئے اور وہی کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا۔ جو میں نے کیا اور اگر میں یہ نہ کرتا تو غلطی کرتا" (وقت کے اہم مسائل اور ان میں جماعت اسلامی کا مؤقف مؤلفہ ابوالاعلیٰ مودودی مطبوعہ تحریک اسلامی پبلی کیشنز ٦۔ بی ذیلدار پارک اچھرہ اشاعت اول ستمبر ۱۹۷۰ء)

مودودی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت پڑھنے اور خط کشیدہ مقامات پر غور کرنے سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ تحریک پاکستان کے وقت مودودی صاحب اپنے پانچ چھ سو منظم تربیت یافتہ آدمیوں کو لے کر مسلم لیگ سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ انہیں پاکستان کے معرض وجود میں آنے یا نہ آنے سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ بلکہ اس وقت ان کا اصل رجحان مسلم لیگ کے قائدین پر نکتہ چینی کی طرف تھا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب وحررہ الفقیر ابوالکرم احمد قاسمؔ الحیدری الرضوی غفر اللّٰہ تعالیٰ لہٗ المدرس بالجامعۃ الحیدریۃ فضل المدارس سھنسہ من مضافات آزاد کشمیر ۔ (۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ)